ہیرے جواہرات پر زکوٰۃ کا حکم

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Nor:13133 تاریخ:24-11-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ ہیروں پر زکوۃ واجب نہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ یہ تو سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہوتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

ایسا نہیں ہے کہ ہیروں پر مطلقاً ہی زکاۃ واجب نہ ہو، بلکہ درست یہ ہے کہ جو ہیرے جواہرات بیچنے کی نیت کے علاوہ کسی اور نیت سے خریدے گئے ہوں، تو ان پر زکاۃ لازم نہیں ہوگی اور اگر یہ بیچنے کی نیت سے خریدے گئے ہوں، تو زکاۃ کی بقیہ شرائط پائے جانے کی صورت میں ان پر بھی زکاۃ لازم ہوگی۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ زکاۃ لازم ہونے کے لیے بنیادی طور پر مال کا نامی ہونا ضروری ہے، خواہ وہ حقیقتاً بڑھے یا حکماً کہ زکاۃ کا معنیٰ ہی نمو (یعنی بڑھوتری) ہے اور زکاۃ کے معاملہ میں مالِ نامی دو طرح کے اموال ہیں:

(1) ثمن خواہ وہ خلقی ہو جیسے سونا، چاندی یا اصطلاحی جیسے مختلف ملکوں کی کرنسی۔ ثمنِ خلقی و اصطلاحی دونوں پر مطلقاً زکاۃ واجب ہے، خواہ اس میں تجارت کی نیت ہو یا نہ ہو۔ ثمنِ خلقی تو پیدا ہی اس لیے کیا گیا کہ اس سے انسان اپنی حاجت کی اشیا خریدے، تجارت کرے اور ثمنِ اصطلاحی پر اس وجہ سے کہ یہ بھی سونا و چاندی کی طرح اشیا خریدنے کے لیے ہی استعمال ہوتا ہے، لہٰذا زکاۃ کے معاملے میں اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو سونا و چاندی کا ہے۔

(2) مالِ فعلی یعنی وہ مال جو خاص نمو کے لیے پیدا نہ کیا گیا ہو، بلکہ ان کے نامی ہونے کے لیے تجارت یا خصوصاً جانوروں کو سائمہ بنانے کی نیت ہو، اس میں سونا چاندی کے علاوہ تمام اموال داخل ہیں۔

زکاۃ لازم ہونے کے لیے مال کا نامی ہونا ضروری ہے۔اس کے متعلق بدائع الصنائع میں ہے:"ومنها كون المال ناميا لأن معنى الزكاة وهو النماء لا يحصل إلا من المال النامي "یعنی زکاۃ واجب ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط مال کا نامی ہونا ہے، کیونکہ زکاۃ کا معنی ہی بڑھنا ہے جو کہ مالِ نامی ہی سے حاصل ہو گا۔ (بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ 11، مطبوعہ بیروت)

زکاۃ لازم ہونے کے لیے مال کا نامی ہونا ضروری ہے، اس پر دلیل ذکر کرتے ہوئے علامہ علاؤالدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" وقوله تعالى ﴿وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ دليلنا؛ لأن الزكاة عبارة عن النماء وذلك من المال النامي "یعنی اللہ پاک کا فرمان ﴿وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ ہماری دلیل ہے، کیونکہ زکاۃ نمو (یعنی بڑھوتری) سے عبارت ہے اور یہ مالِ نامی سے ہی نکالی جائے گی۔

(بدائع الصنائع، جلد2، صفحہ 11، مطبوعہ بیروت)

مالِ نامی کی اقسام بیان کرتے ہوئے فتاوی ہندیہ میں ہے:"(ومنها كون النصاب ناميا) حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة أو تقديرا بأن يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده أو في يد نائبه وينقسم كل واحد منهما إلى قسمين خلقي، وفعلي هكذا في التبيين فالخلقي الذهب والفضة؛ لأنهما لا يصلحان للانتفاع بأعيانهما في دفع الحوائج الأصلية فتجب الزكاة فيهما نوى التجارة أو لم ينو أصلا أو نوى النفقة والفعلي ما سواهما ويكون الاستنماء فيه بنية التجارة أو الإسامة "یعنی زکاۃ کی شرائط میں سے ایک شرط نصاب کا نامی ہونا ہے، نمو توالد، تناسل یا تجارت کے ساتھ حقیقتاً ہو یا تقدیری طور پر اس طرح کہ وہ مال بڑھانے پر قادر ہو کہ مال اس کے یا نائب کے قبضہ میں ہے اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: خلقی و تقدیری، ایسا ہی تبیین میں ہے۔پس خلقی سونا و چاندی ہیں، کیونکہ سونا، چاندی میں اس چیز کی صلاحیت نہیں کہ حاجتِ اصلیہ پوری کرنے کے لیے بعینہ ان سے نفع اٹھایا جائے، پس ان میں زکاۃ واجب ہو گی خواہ تجارت کی نیت ہو یا اصلاً کوئی نیت نہ ہو یا خرچ کرنے کی نیت ہو

اور فعلی: وہ ہے جو ان دونوں کے علاوہ ہو اور اس کا بڑھانا تجارت یا سائمہ بنانے کی نیت کے ساتھ ہو گا۔
(فتاوی ھندیه، جلد1، صفحه174، مطبوعه بیروت)

سونا و چاندی تجارت ہی کے لیے پیدا کیے گئے، لہٰذا ان میں نیتِ تجارت کی حاجت نہیں۔ اس کے متعلق امام فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں: ”انھما خلقا اثمانا للتجارۃ فلا یحتاج فیھما الی نیۃ التجارۃ ولا تبطل الثمنیۃ بالاستعمال“ یعنی سونا و چاندی تجارت میں ثمن بنانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، پس اس میں نیتِ تجارت کی حاجت نہیں اور نہ ہی (کسی دوسرے کام میں) استعمال کے سبب ان کی ثمنیت باطل ہو گی۔ **(تبیین الحقائق، جلد1، صفحه277، مطبوعه ملتان)**

ہیرے جواہرات ثمنیت کے لیے تخلیق نہیں کیے گئے، بلکہ استعمال کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں۔ اس کے متعلق امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ درِ مختار پر اپنے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ”انھا غیر معدۃ للثمنیۃ خلقۃ“ یعنی یہ (ہیرے، جواہرات) خلقتاً ثمنیت کے لیے تیار نہیں کیے گئے۔
(حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، جلد3، صفحه177، مطبوعه بیروت)

تبیین الحقائق میں ہے: ”أنھا خلقت للابتذال فلا تکون للتجارۃ إلا بالنیۃ“ یعنی (تمام جواہر) استعمال کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں، لہٰذا یہ تجارت کے لیے نہیں ہوں گے، مگر نیت کے ساتھ۔
(تبیین الحقائق، جلد1، صفحه277، مطبوعه ملتان)

اسی وجہ سے علمانے فرمایا کہ وجوبِ زکاۃ کے لیے ان میں نیتِ تجارت ہونا ضروری ہے، ورنہ مالِ نامی نہ ہونے کی وجہ سے ان میں زکاۃ واجب نہیں ہو گی۔ مراقی الفلاح، درر غرر و تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”(لا زکاۃ فی اللآلی والجواھر) وان ساوت الفاً اتفاقاً (الا ان تکون للتجارۃ) والاصل ان ما عدا الحجرین والسوائم انما یزکی بنیۃ التجارۃ“ یعنی موتیوں و ہیروں میں بالاتفاق زکاۃ نہیں اگرچہ وہ ہزاروں روپوں (کی مالیت) کے برابر ہوں، مگر یہ کہ وہ تجارت کے لیے ہوں اور اصول یہ ہے کہ سونا چاندی اور سائمہ جانوروں کے علاوہ جو چیزیں ہوں ان کی زکاۃ دی جائے گی جب تجارت کی نیت کے

ساتھ ہوں۔ (الدر المختار مع رد المحتار، جلد 3، صفحہ 230، مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ "الجواھر" کے تحت فرماتے ہیں: "کاللؤلؤ والیاقوت والزمرد وامثالھا" یعنی جیسا کہ موتی، یاقوت، زمرد اور ان جیسے (قیمتی پتھر)

(رد المحتار، جلد 3، صفحہ 230، مطبوعہ کوئٹہ)

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ مبسوط میں فرماتے ہیں: "اللؤلؤ والیاقوت والجواھر إذا لم تکن للتجارۃ فإنہ لا زکاۃ فیھا لأن وجوب الزکاۃ فیھا باعتبار معنی النماء ولا یتحقق ذلك إلا بنیۃ التجارۃ فیھا کسائر العروض" یعنی موتی، یاقوت اور جواہر جب تجارت کے لیے نہ ہوں، تو ان میں زکاۃ نہیں کیونکہ ان چیزوں میں زکاۃ کا واجب ہونا معنیٔ نمو کے اعتبار سے ہے اور تمام عروض کی طرح ان میں بھی معنیٔ نمو نہیں پایا جاتا مگر تجارت کی نیت کے ساتھ۔

(المبسوط للسرخسی، جلد 3، صفحہ 37، مطبوعہ بیروت)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ زکاۃ کی شرط "مالِ نامی" کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "مالِ نامی ہونا یعنی بڑھنے والا مال خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو۔ ہر ایک کی دو صورتیں ہیں: وہ اسی لیے پیدا کیا گیا ہو، اسے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا، چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نمو ہوگا۔ سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جبکہ بقدرِ نصاب ہوں، اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس۔"

(بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 882، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کرنسی کا حکم بیان کرتے ہوئے مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "پیسے جب رائج ہوں اور دو سو 200 درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں، تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ

تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اُٹھ گیا ہو، تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاۃ واجب نہیں۔ نوٹ کی زکاۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمنِ اصطلاحی ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔"

(بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ905، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہارِ شریعت میں ہے: "موتی اور جواہر پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ہزاروں کے ہوں، ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے، تو واجب ہو گئی۔"

(بہارِ شریعت، جلد1، صفحہ883، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی

09 جمادی الاولیٰ 1445ھ/24 نومبر 2023ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے